جماعت کے خلاف ایک عالمی سازش

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ / دسمبر ۱۹۸۴ء بمقام پیرس، فرانس)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ ۝۲ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ ۝۳ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝۴ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَھُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْھُمْ وَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ ھٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۝۵ (صٓ: ۲-۵)

پھر فرمایا:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنے صادق نام کا ذکر فرما کر قرآن کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہے یعنی خدا تعالیٰ کے الفاظ میں پہلے خدا کی صادق صفت کا ذکر فرمایا گیا اور پھر قرآن عظیم کی قسم کھا کر یہ بیان کیا گیا کہ یہ ذِی الذِّکْرِ کتاب ہے یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر قسم کی نصیحتیں موجود ہیں، ہر قسم کے ایسے واقعات موجود ہیں جن سے اہل بصیرت نصیحت پکڑ سکتے ہیں۔

بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ اس کے باوجود بَلْ کے ساتھ کیا گیا بَلْ کا لفظ لا کر کہ باوجود اسکے کہ ایسا ہے اور ہر اہل فہم اہل بصیرت اس قرآن کریم سے نصیحت پکڑ سکتا ہے لیکن افسوس ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا۔ وہ عزت اور شقاق میں مبتلا ہیں، جھوٹی عزت کا زعم ان کو گھیرے ہوئے ہے، ان کو ہوش نہیں آنے دیتا، ان کو حقائق کو دیکھنے سے محروم کئے ہوئے ہے اور

شدید دشمنی میں مبتلا ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جھوٹی عزت کا تصور بھی انسان کی عقل پر پردے ڈال دیتا ہے اور غصہ بھی انسان کی عقل پر پردے ڈال دیتا ہے۔ غرضیکہ ان کی عقلوں پر دوہرے پردے ہیں۔ ایک عزتِ نفس کا جھوٹا پردہ اور ایک وہ دشمنی جو ہمیشہ سے اہل حق کے خلاف اہل باطل رکھتے رہے ہیں۔ ان دونوں پردوں نے انکی عقل کو مفلوج کر دیا ہے اور وہ دیکھ نہیں سکتے کہ قرآن کریم جو ذِی الذِّکۡرِ کتاب ہے۔ تمام دنیا کی نصیحتیں اس میں موجود ہیں اس کو دیکھیں اور اس سے استفادہ کریں اور وہ نہیں دیکھ سکتے کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ کہ یہ پہلا واقعہ تو نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مختلف زمانے کے لوگوں کو ہلاک کیا ہو وَّ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ۔ ایسے وقت آئے صاحب عزت قوموں پر اور ان قوموں پر جو حق کی دشمنی میں پاگل ہوئی چلی جاتی تھیں کہ خدا تعالیٰ کے بیان کے مطابق جب انکی پکڑ کا وقت آیا انہوں نے ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکارا وَّ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ لیکن وہ وقت مدد کا وقت نہیں رہا تھا، وہ ایسا وقت نہیں تھا کہ خدا کی پکڑ کے خلاف کوئی ان کی مدد کو آ سکتا اور آغاز ان کے انکار کا تعجب کی بنا پر ہے وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ ان کو تعجب یہ ہے کہ ان میں سے ہی ایک ڈرانے والا کیسے پیدا ہو گیا؟ وَقَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ اور انکار کرنے والوں نے کہا کہ یہ بھی کوئی جادوگر ہے اور بہت بڑا جھوٹا ہے۔

اس آخری آیت میں قرآن کریم نے انکار کرنے والوں کی نفسیاتی کیفیت بیان فرما کر انکار کی بنیادی وجہ بیان فرما دی۔ اگرچہ اس ذکر کا آغاز عزت اور شقاق سے فرمایا یعنی وہ جھوٹی عزتوں میں مبتلا ہیں، وہ نفرت میں مبتلا ہیں لیکن جب تجزیہ فرمایا کہ آغاز کیسے ہوا کفر کا تو اس میں دو باتیں بیان فرمائیں کہ وہ ساحر کہتے ہیں اور کذاب کہتے ہیں اور تعجب اس لئے ہے کہ ان ہی میں سے کیسے ایک نذیر آ گیا؟ اگر آپ اس آیت پر غور کریں تو آپ کو ایک بہت ہی حکمت کی بات ہاتھ آئے گی، ایک گہرا نکتہ نظر آئے گا نفسیاتی جس کی بنا پر قومیں وقت کے انبیاءؑ کا انکار کیا کرتی ہیں۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے کلید اس بات میں ہے کہ وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ ان کو تعجب یہ ہے کہ ان میں سے کیسے کوئی نذیر، کوئی ڈرانے والا پیدا ہو گیا؟

بات یہ ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ انبیاء تشریف لاتے ہیں قومیں جھوٹی اور فریبی ہو چکی

ہوتی ہیں۔ سحر سے مراد فریب کاری ہے اور کذاب جھوٹے کو کہتے ہیں کذب سے نکلا ہے یہ لفظ۔ تو جو دو الزام ابنیاء پر رکھتے ہیں کہ فریب کار ہے اور جھوٹا ہے اور یہ اس وجہ سے رکھتے ہیں کہ وہ خود جھوٹ اور فریب کاری میں مبتلا ہو چکے ہوتے ہیں اور اتنے فریب کار بن چکے ہوتے ہیں اتنے جھوٹے ہو چکتے ہیں کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان جیسے لوگوں میں سے نبی چن لیا ہے اپنے لئے، ساری قوم جو جھوٹی ہو چکی ہو جو فریب کار ہو چکی ہو اِلاّ ماشاءاللہ ہر قوم میں استثناء موجود ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم جب قوموں کی بات کرتا ہے تو عمومی حالت پر بات کرتا ہے مراد یہ ہے کہ انبیاء ایسے وقت میں آتے ہیں کہ جبکہ قومیں خود بھی فریب میں مبتلا ہوتی ہیں اور دوسروں کو بھی فریب دے رہی ہوتی ہیں خود بھی جھوٹی ہوتی ہیں اور دوسروں کو بھی جھوٹا سمجھ رہی ہوتی ہیں۔ اس وقت جب اللہ تعالیٰ ان کی تقدیر بدلنے کا فیصلہ فرماتا ہے اور ان میں سے ہی ایک عام انسان کو اپنے لئے چن لیتا ہے کہ وہ قوم کو ڈرائے تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم جیسے لوگوں میں سے کیسے خدا تعالیٰ کو ایک ایسا انسان مل گیا جو نہ فریب کار ہو اور نہ جھوٹا ہو؟ تو دراصل یہ ان کی نفسیاتی حالت کا پرتو ہے جو انبیاء کو جھٹلانے کا موجب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسکے باوجود جیسا کہ ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کی تقدیر کام کرتی چلی آئی ہے ایسی قومیں بالآخر اللہ کی پکڑ کے نیچے آجاتی ہیں اور جب خدا کی پکڑ کا وقت آتا ہے تو خواہ وہ کتنا ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکاریں یا اپنے سے باہر سے کسی کو مدد کے لئے پکاریں اس وقت بچنے کا وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔

جو حالات اس وقت پاکستان میں گزر رہے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے تشویش زیادہ پیدا ہو رہی ہے بہ نسبت اسکے کہ ان کی حرکتوں پر غصہ آئے۔ دن بدن میرا فکر تو ان کے لئے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور صرف ان کے لئے ہی نہیں عالم اسلام کے لئے بھی عموماً اور اس تمام دنیا کے لئے اس زمانہ کے انسانوں کے لئے بھی اس کی وجہ سے کہ جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے یہ کوئی تنہا ایک ملک میں ہونے والا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک عالمی سازش کے نتیجہ میں ہو رہا ہے۔ اس عالمی سازش میں دنیا کی بڑی طاقتیں بھی ملوث ہیں اور اسلامی ممالک میں سے بعض ملک بھی ملوث ہیں اس لئے ان واقعات کی جڑیں بہت گہری اور بہت دور تک جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ ہم اگر یہ کہیں کہ فلاں بھی اس میں ذمہ دار ہے اور فلاں بھی اس میں ذمہ دار ہے تو دنیا والے تو کہیں گے تم اسی طرح

باتیں کرتے ہو جس طرح لوگوں کو عادت ہے ہر بات کو کسی بڑی طاقت کے سر پر تھوپ دینا، ہر بات کو اس سے پہلے کی گئی کسی سازش کا نتیجہ قرار دے دینا، یہ ساری باتیں دنیا میں ہوتی رہتی ہیں اور کوئی بھی ہمارے کہنے پر اس کو تسلیم نہیں کر سکتا لیکن فی الحقیقت ایسا ہی ہے اور بڑی گہری نظر سے اور بڑی وسیع نظر سے میں نے جو حالات کا مطالعہ کیا ہے تو مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ ان واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے جو دراصل عالم اسلام کے خلاف ہے اور عالم اسلام ہی کو اس سازش کا آلہ کار بنایا جا رہا ہے اور جن کو آلہ کار بنایا جا رہا ہے ان کو علم بھی نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں؟ کن مقاصد کے لئے کن اسلام کے دشمنوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کر رہے ہیں اس لئے کوئی آپ کی بات یا میری بات کو تسلیم نہیں کرے گا لیکن اللہ کی نظر تو حقائق کے پاتال تک ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں ہے اس لئے جب وہ سزا کا فیصلہ کرتا ہے تو سب مجرموں کو پکڑتا ہے۔ اسی وجہ سے میں جماعت کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ صرف جماعت احمدیہ کے ان مظلوموں کے لئے دعا نہ کریں جو اس بدقسمت ملک میں اس وقت مظالم کا شکار ہیں بلکہ عالم اسلام کے لئے بھی دعا کریں اور تمام دنیا کے لئے بھی دعا کریں کیونکہ جب خدا تعالیٰ کی پکڑ آتی ہے تو بعض دفعہ اس پکڑ کا طریق ایسا ہوتا ہے کہ اس میں بعض معصوم بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اور عالمی جنگوں کی صورت میں یا اور ایسے عذابوں کی صورت میں جو تمام دنیا پر چھا جاتے ہیں پھر یہ تفریق مشکل ہو جاتی ہے کہ کون معصوم ہے اور کون معصوم نہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کی حفاظت خدا تعالیٰ فرمائے گا اس میں کوئی بھی شک نہیں لیکن جماعت احمدیہ بہر حال ایک تکلیف کے دور میں سے پھر بھی گزرے گی، اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر فرد جماعت خواہ وہ معصوم بھی ہو اس کی ضمانت بھی نہیں دی جاسکتی اور اس میں بھی ذرا شک نہیں کہ دنیا میں سب آدمی خطا کار نہیں ہوتے، بڑے بڑے شرفا، بڑے بڑے نیک لوگ ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں ہر خطے میں پائے جاتے ہیں اور قرآن کریم ان کا ذکر فرماتا ہے قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہود میں سے بھی ایسے ہیں کہ جن کے پاس اگر دولتوں کا ڈھیر بھی رکھوا دو تو وہ ہرگز بددیانتی کی نظر اس پر نہیں کریں گے یعنی بنیادی طور پر ان میں شرافت پائی جاتی ہے۔ عیسائیوں میں سے بھی بہت نیک لوگ اور خدا ترس لوگ ہیں جو خدا کا ذکر سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں

ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں ۔تو اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ نیکی کی قدر فرماتا ہے ہر قوم میں نیکی کے وجود کا اثبات کرتا ہے ہمیں بتاتا ہے کہ قوموں کو بحیثیت مجموعی ردّ نہیں کرنا چاہئے ۔اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ہر جگہ حسن پایا جاتا ہے، ہر جگہ اچھے لوگ ملتے ہیں تو وہ سارے لوگ بھی بڑی مصیبتوں کے وقت میں دکھ اٹھاتے ہیں، معصوم بچے دکھ اٹھاتے ہیں، عورتیں اٹھاتی ہیں، مرد بھی اٹھاتے ہیں، بوڑھے اور بیمار دکھ اٹھاتے ہیں۔

تو یہ جو حرکت ہے یہ ایک بہت ہی خطرناک حرکت ہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے جو خطرات ہیں یہ تو ہمیں خواہ کتنے سنگین دکھائی دیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہر خطرہ کے بعد جماعت احمدیہ کے اوپر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور برکتوں کی بارشیں نازل ہوئی ہیں۔کوئی بھی ایسا وقت نہیں آیا جماعت پر جسے ہم کڑا وقت کہہ سکتے ہیں جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بے انتہا فضل نہ فرمائے ہوں۔**تو ہمارا تو ایک ضامن موجود ہے۔ ہمارا تو ایک مقتدر موجود ہے جس کے ہاتھ میں ہمارا ہاتھ ہے وہ کبھی ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔اس کامل یقین کے ساتھ ہم ہمیشہ زندہ رہے ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے لیکن وہ بدنصیب جو اس مقتدر سے غافل ہیں جو اس کی تقدیر کے خلاف ترکیبیں سوچ رہے ہیں۔**

وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلاف شہریار ؎

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ:۱۳۲)

اللہ تعالیٰ کے ارادوں کے خلاف، اس کی تقدیر سے ٹکرانے والی تدبیریں سوچ رہے ہیں ان کا تو کوئی ضامن، کوئی محافظ نہیں کوئی ولی نہیں ہے انکا اور امر واقعہ یہ ہے کہ انسان جو شریف النفس ہو جاتا ہے تو خواہ وہ کتنا چاہے کہ اس کا دشمن ہلاک ہو، دشمن پر ذلت آئے لیکن نفس کی شرافت کا یہ دستور ہے کہ جب دشمن پر بھی تکلیف آتی ہے تو وہ دکھ محسوس کرتی ہے۔ جتنا چاہیں آپ دل میں یہ غبار رکھیں کہ ہم پر بہت ظلم ہوئے، ہم پر بڑے ستم ہوئے، اللہ کی پکڑ کب آئے گی؟ لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب بھی خدا کی پکڑ آئے گی آپ کو دکھ ہوگا کیونکہ شریف النفس انسان اپنے سامنے غیر کی تکلیف دیکھ نہیں سکتا۔خواہ کیسا ہی اس کو صدمہ پہنچا ہو جب تکلیف کا وقت آتا ہے تو وہ ساری باتوں کو بھلا دیتا ہے۔بالکل برعکس حال ہے لئیم اور کمینے انسان سے ایک کمینہ فطرت انسان خواہ کتنے ہی

اُس پر احسان کئے گئے ہوں جب وقت آتا ہے آزمائش کا تو سب احسانوں کو بھلا کر مقابل پر وہ تکلیف پہنچاتا ہے اور تکلیف دیکھنی چاہتا ہے لیکن ایک شریف النفس انسان کا حال بالکل برعکس ہوتا ہے، لاکھ اس پر مظالم کئے گئے ہوں جب مصیبت کا وقت آتا ہے تو اس کے دل کی آواز بولتی ہے اور وہ اس ظالم کے لئے بھی بسا اوقات دل میں ہمدردی محسوس کرتا ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ مومن کو خدا تعالیٰ سارے زمانہ کے لئے ایک ماں کا مقام عطا فرماتا ہے۔اور وہ ماں کا مقام ایک ایسا مقام ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ہے دنیا میں، کسی رشتے میں اس کی مثال نہیں ہے۔ مائیں تکلیفیں اٹھاتی ہیں اور بعض دفعہ اپنے بچوں کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتی ہیں اور پھر بھی ان کی خیر چاہتی چلی جاتی ہیں اور جب ماممتا حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے تو بعض دفعہ وہ بچوں کی خیر چاہنے میں اس کا نقصان بھی کر دیتی ہے لیکن اس کے باوجود اس کے خیر چاہنے کے جذبہ میں کبھی کوئی فرق نہیں آتا۔

چنانچہ ایک ماں کا ایسا ہی قصہ مشہور ہے کہ ایک ماں نے اپنے بچے کی پرورش کی اور اس کے ساتھ بے حد محبت کی یہاں تک کہ وہ بچہ تربیتی لحاظ سے بہت ہی ناقص رہ گیا کیونکہ جب محبت بڑھ جائے تو بعض دفعہ تربیت میں کمی آجاتی ہے۔کئی بدیاں، کئی خرابیاں، کئی برائیاں اس میں پیدا ہوئیں یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ اپنی ماں کی طرف سے بھی بالکل غافل ہو گیا اور بے تعلق ہو گیا۔اس کی جب شادی ہوئی تو بدقسمتی سے اس کی بیوی بھی اسی قسم کی اسی مزاج کی تھی اور اس نے ماں کے خلاف مزید کان بھرنے شروع کئے اور بچے نے ظلم پر ظلم شروع کئے اپنی ماں کے اوپر لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض ماممتائیں ایسی ہیں کہ وہ ہر تکلیف کے بعد بھی خیر کا کلمہ ہی بولتی ہیں اپنے بچوں کے لئے چنانچہ وہ بھی ایک ایسی ماں تھی جو کسی آزمائش کے وقت بھی بچے کی مخالف نہیں ہوئی بلکہ جہاں تک اس کا بس چلا اس کے لئے دعائیں بھی کیں اسکو خیر بھی پہنچائی اس کی بھلائی چاہی۔

بعض دفعہ ایک انسان جب برائی کے بدلہ میں بھلائی کرتا چلا جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ ظالم اس کو سراہے اور اسکے نتیجہ میں تبدیلی پیدا کرے وہ چڑنے لگتا ہے کہ کیا وجہ ہے اس کو غصہ کیوں نہیں آرہا، اسے تکلیف کیوں نہیں پہنچ رہی اور یہ واقعات ایسے ہیں جو روزمرہ کی زندگی میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ایک انسان کسی کو دکھ پہنچانا چاہتا ہے تو اگر وہ آگے سے ہنستا رہے تو رلانے والا

یار لانے کی کوشش کرنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اسے وہ دکھ پہنچ نہیں رہا میں کہاں سے اس کو تکلیف پہنچاؤں کس جگہ ضرب لگاؤں کہ یہ بلبلا اُٹھے! چنانچہ صاحب حوصلہ لوگوں کو بعض دفعہ دشمن اور بھی زیادہ تکلیف دیتا چلا جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تکلیف ہو ہی نہیں رہی شاید ورنہ اتنا صبر کیسے ہو گیا؟

چنانچہ اس ماں کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب یہ حالت دیکھی بہو نے کہ یہ تو کسی طرح غصہ میں نہیں آرہی، کسی طرح اس کو تکلیف پہنچ ہی نہیں رہی تو اپنے خاوند سے اس نے یہ درخواست کی کہ میں تو تب راضی ہونگی جب اس ماں کا سر کاٹ کر تھال میں سجا کر میرے سامنے پیش کرو گے کیوں کہ اب تک تو اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی، جو کچھ بھی تم نے کیا ہے اس کے باوجود یہ بڑی خوش ہے اور اس بدکردار بیٹے نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ تھال پر سر سجا کر اپنی بیوی کی طرف جارہا تھا تو کہانی کے مطابق ٹھوکر لگی اور وہ سر زمین پر جا پڑا اور ساتھ ہی بیٹا بھی گر گیا۔ اس وقت کہتے ہیں ماں کے منہ سے یہ آواز نکلی کہ اے میرے بیٹے! تجھے چوٹ تو نہیں لگی، تجھے تکلیف تو نہیں کوئی پہنچی یعنی کٹا ہوا سر کہانی میں بول پڑتا ہے۔ اس میں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ایک واقعہ بیان کرنے کے لئے ایک مضمون سمجھانے کے لئے ایسی کہانیاں بنائی جاتی ہیں۔ مراد یہ تھی کہ ماں کا سر کٹا ہوا زمین پر گرتا ہے اسے اپنی ہوش نہیں لیکن وہ بیٹا جو ٹھوکر کھا گیا ہے اس حالت میں بھی اس کو اس ٹھوکر کی تکلیف پہنچ رہی ہے کہ میرے بیٹے کو اس سے کوئی صدمہ نہ پہنچا ہو، کوئی زیادہ چوٹ نہ لگ گئی ہو۔

تو اللہ کے شریف النفس بندے بھی فی الواقعہ ماؤں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ ان کو قوم کی تکلیف کے نتیجہ میں لازماً دکھ پہنچتا ہے خواہ وہ اسی وجہ سے تکلیف اٹھائیں کہ انہوں نے ان پر ظلم کیا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس کی مثال حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ہے۔ کتنا عظیم الشان خطاب ہے خدا کا آپؐ سے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۝ (الشعراء:۴) کہ اے محمدؐ! (ﷺ) تجھے دکھ دینے والے ہمیشہ تیرا برا چاہنے والے ایسے ہیں کہ جب میں ان کی ہلاکت کی خبر دیتا ہوں تو ان کے غم میں تو اپنے آپ کو ہلاک کرنے لگ جاتا ہے۔ کیسا دل ہے تیرا کہ تیرے دشمنوں کی ہلاکت کی میں تجھے خبر دیتا ہوں اور مجھے تیری فکر پڑ جاتی ہے کہ تو نہ اس غم میں ہلاک ہو جائے کہ تیرے دشمن ہلاک ہو جائیں۔

یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس سے زیادہ سچا واقعہ بیان کرنا ناممکن ہے۔ وہ کہانی جو میں نے

آپ کے سامنے بیان کی ہے یہ تو ایک قصہ ہے، ایک فرضی بات ہے، لوگوں نے ایک مثال گھڑ لی ورنہ تو یہ ساری بات ہی جھوٹی ہے۔ مائیں بھی ایسی دیکھی ہیں جن کو بچوں پر غصہ آجاتا ہے، مائیں بھی ایسی میں نے دیکھی ہیں جو بدعائیں دیتی ہیں، ایسی مائیں بھی میں جانتا ہوں جو مرتے وقت تک بچوں کو معاف نہ کرسکیں اور آخری کلام جوان کے منہ سے نکلا وہ بددعا کا تھا۔ لیکن محمد مصطفی ﷺ جیسی ماں کبھی دنیا کو نصیب نہیں ہوئی۔ ناممکن ہے کہ اس رحمۃ للعالمین کی کوئی مثال دنیا میں پیش کرسکے۔ خدا گواہی دے رہا ہے کسی انسان کا بنایا ہوا فرضی قصہ نہیں ہے، رب العالمین جو عالم الغیب ہے عالم الشہادۃ ہے وہ مخاطب کر کے فرماتا ہے اور ایک جگہ نہیں دو مرتبہ ایسا ہی واقعہ قرآن کریم میں ہمیں نظر آتا ہے۔ سورۃ کہف میں بھی یہی مضمون عیسائیوں کی ہلاکت کے متعلق جب خدا نے خبر دی تو آنحضرت ﷺ کے دل کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۞ (الکھف: ۷)

کہ اے محمدؐ! کیا حال ہے تیرے دل کا کہ ان لوگوں کی ہلاکت کی جب میں تجھے خبر دیتا ہوں تو حسرت کے ساتھ دیکھتے ہوئے کہ کاش یہ اس رستہ پر نہ چلتے جن راہوں پر یہ چل پڑے ہیں، ان راہوں کے آثار دیکھتے ہوئے تیرے دل کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ غم کے مارے اپنے آپ کو ہلاک کرلے گا۔

پس ہم تو محمد مصطفی ﷺ کے غلام ہیں، آپؐ ہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں، آپؐ ہی کی سیرت کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں، کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو ایسا سخت کر دیا ہو کہ دشمن کی ہلاکت کے نتیجہ میں ہمیں صرف خوشی پہنچے؟ دشمن کی ہلاکت کے نتیجہ میں ایمان تو ہمارا ضرور بڑھے گا، دشمن کی ہلاکت کے نتیجہ میں ایک قسم کی فرحت ضرور محسوس ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے دین کے غلبہ کی خوشی کے نتیجہ میں پہنچتی ہے کسی کے دکھ کے نتیجہ میں نہیں پہنچتی۔ محض اس لئے ہوتی ہے کہ خدا کی تقدیر پوری ہوئی، خدا کا غلبہ ہوا، خدا کا دین غالب آیا۔ وہ لوگ جو جھٹلایا کرتے تھے جو شیخیاں بگھارا کرتے تھے، کہ کون ہے ان کا؟ ان کو خدا نے دکھا دیا کہ میں ان کا ہوں۔ دنیا پر ہمارے اللہ سے تعلق ظاہر ہو گئے۔ ان باتوں کی خوشی انبیاء بھی محسوس کرتے ہیں، ان

کے ماننے والے بھی محسوس کرتے ہیں اور مومنوں کے متعلق جس فرح کا ذکر قرآن کریم میں ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ خدا کی مدد کو اپنے لئے آتا دیکھ کر ان کو خوشی اس بات کی ہوتی ہے کہ ہم عاجز اور حقیر بندے ہیں، ہم تو اس لائق نہیں تھے کہ اللہ اپنے تعلق کا ثبوت دے ہمارے ساتھ لیکن کیسا عالی شان خدا ہے! ہمارا کیسا پیار کرنے والا محبت کرنے والا خدا ہے کہ ہم جیسے حقیر اور عاجز بندوں کے لئے وہ ظاہر ہوا یہ خوشی ضرور پہنچتی ہے لیکن اس کے باوجود جب وہ دکھ پھیلتے ہیں ساری دنیا میں، جب لوگ مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں تو سب سے زیادہ تکلیف پھر خدا کے وہی بندے محسوس کرتے ہیں جن کی خاطر اللہ تعالیٰ کے عذاب آیا کرتے ہیں۔

تو قوم کے لئے بھی دعا کریں اور ان مسلمان ممالک کے لئے بھی دعا کریں جو بدقسمتی سے لاعلمی میں آلہ کار بنے ہوئے ہیں بعض دشمنان اسلام طاقتوں کا اور پھر کل عالم کے لئے بھی دعا کریں کیونکہ یہ جو حالات ہیں جب یہ زیادہ آگے بڑھیں گے تو ہمارا ایک خدا ہے جو غیرت رکھنے والا خدا ہے جو بعض اوقات جب حد سے زیادہ اس کے پیاروں کو ستایا جائے تو بڑے جلال کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہوا کرتا ہے اور جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا تعلق ہے یہ ملک یعنی پاکستان تو حد سے بڑھ چکا ہے یعنی کبھی دنیا میں کسی نے کوئی حکومت ایسی نہیں دیکھی ہوگی جس کے سربراہ فحش کلامی کو اپنے لئے عزت افزائی کا موجب سمجھیں، تکذیب کو اپنے لئے ایک عظمت کا نشان بنالیں اور بڑے فخر کے ساتھ افترا پردازی کریں، جھوٹ بولیں، جھوٹ کو شائع کریں اور پھر خدا کے پاک بندوں پر گند اچھالیں اور پھر قوم سے داد لینے کی خواہش کریں۔ ایسے واقعات تو کبھی دنیا میں کسی حکومت کی طرف سے رونما نہیں ہوئے ہوں گے سوائے قدیم زمانوں کے فرعون جن کے قصے ہم سنا کرتے تھے لیکن سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس جدید زمانے میں یہ واقعات ہو سکتے ہیں۔

جو سازش ہے احمدیت کے خلاف وہ بہت گہری ہے اور ابھی کلیۃً پوری کھل کر آپ کے سامنے بھی نہیں آئی۔ جو واقعات آپ کے سامنے آچکے ہیں انکی بھی کنہ کو آپ میں سے بہت سے نہیں پہنچ سکتے۔ ان کو معلوم نہیں ہو سکتا دیکھنے والوں کو کہ آخر یہ کون سی منزل ہے جس کی طرف یہ واقعات ایک جلوس کی شکل میں روانہ ہو رہے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ احمدیت کی جڑوں پر حملہ کیا گیا ہے اس

مرتبہ اور احمدیت کے استیصال کی ایک نہایت ہی خوفناک سازش ہے اور صرف ایک ملک میں نہیں تمام عالم میں اس سازش کے کچھ آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور ان کی کڑیاں مل رہی ہیں مثلاً انڈونیشیا میں بھی اسی نہج پر کام شروع ہو گیا ہے جس طرح آج سے دس سال پہلے پاکستان میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ملائیشیا میں بھی انہی بنیادوں پر کام شروع ہو چکا ہے جماعت احمدیہ کے خلاف اسی طرح افریقن ممالک کو بھی رشوتیں دی جارہی ہیں اور روپے کا لالچ دے کر ان کو اکسایا جارہا ہے کہ جماعت کے خلاف اقدامات کریں اور ان ممالک کے ذمہ دار افسران چونکہ نسبتاً بہت زیادہ شریف النفس ہیں وہ سر دست تو اس دباؤ کا مقابلہ کر رہے ہیں بلکہ خود جماعت کو مطلع کر رہے ہیں کہ ہم سے یہ مطالبات ہو رہے ہیں اور یہ صرف جماعت احمدیہ کے خلاف سازش نہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک سازش ہے عالم اسلام کے خلاف جس کا مقصد یہ ہے کہ ملاّ کی حکومت تمام مسلمان ممالک پر قائم کر دی جائے اور ملاّ چونکہ زمانہ کے حالات سے بے خبر اور جاہل ہوتا ہے، اسے پتہ ہی نہیں کہ کسی قوم کے مفادات کا تقاضا کیا ہے، اس کو تو صرف اپنے ذاتی مقاصد سے غرض ہے اور نہ قرآن کا علم نہ دین کا علم اور نہ دنیا کا علم اس لئے اگر ایک جاہل قوم کو مذہب کے نام پر کسی ملک پر مسلط کر دیا جائے تو پھر وہ آقا جو ان لوگوں کو مسلط کرتے ہیں وہ بے دھڑک جو چاہیں ان سے کام لیتے ہیں۔

چنانچہ عجیب بات ہے کہ ہر جگہ جہاں بھی مذہبی جنونی حکومت قائم کی گئی ہے خواہ وہ اشترا کی ملکوں کی طرف سے قائم کی گئی ہو خواہ وہ مغربی ملکوں کی طرف سے قائم کی گئی ہو ایک ہی دین کے نام پر بالکل برعکس سمت میں وہ حکومتیں حرکت کر رہی ہیں یعنی ایسی اسلامی حکومتیں آپ کو ملیں گی جو اسلام کے نام پر اشترا کیت کے حق میں کام کر رہی ہیں اور ایسی اسلامی حکومتیں بھی آپ کو ملیں گی جو اسلام کے نام پر اشترا کیت کے خلاف اور آمریت یا مغربی جمہوریت کے حق میں کام کر رہی ہیں یا Capitalism کے حق میں کام کر رہی ہیں۔ ایک ہی مذہب ہے، ایک ہی کتاب ہے، ایک ہی نبی ہے لیکن بالکل برعکس نتیجے نکالے جارہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اوپر لایا گیا ہے خاص مقاصد کی خاطر لایا گیا ہے اسلام کا نام محض بدنام کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ مقصد یہ ہے Intolerant Regimes قائم کی جائیں۔ ایسی حکومتیں قائم کی جائیں جن کے اندر نہ عقل ہو، نہ فہم ہو صرف ایک بات پائی جائے ایک خوبی ان میں موجود ہو کہ وہ ڈنڈے کے زور سے اپنی بات

منوانا جانتی ہوں اور عقل کو کلیتہً چھٹی دے کر اس بات سے بے نیاز ہو کر کہ دنیا ہمارے متعلق کیا کہتی ہے کیا سوچتی ہے، جو بات ان کو سمجھائی جائے وہ اس کو کر گزرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ ایسی ایسی طاقتیں جب بھی دنیا میں آتی ہیں تو تباہی مچا دیا کرتی ہیں۔ چنانچہ اسلام کے Regimes ساتھ اس وقت یہ ہو رہا ہے۔ جہاں مشرقی طاقتوں کا زور چل رہا ہے وہ اپنی مرضی کی حکومتیں مذہب اسلام کے نام پر قائم کئے ہوئے ہیں۔ جہاں مغربی طاقتوں کا زور چل رہا ہے وہ اپنی پسند کی حکومتیں قائم کر رہے ہیں اور دونوں کی اس معاملہ میں ایک دوسرے سے سبقت کی دوڑ ہو رہی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یا مشرق وسطیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے یا مشرق وسطیٰ کی جن طاقتوں کو ان اغراض کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے یہ ساری باتیں عالمی سیاست کا اور مشرق اور مغرب کی جنگ کا ایک طبعی نتیجہ ہیں اور یہ ساری کڑیاں ان کے ساتھ جا کر ملتی ہیں۔

بہر حال اس وقت جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے یہ ابھی پوری طرح آپ کے سامنے کھل کر نہیں آیا، میں مختصراً آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ اللہ کی تقدیر کسی ایسے وقت میں آ کر ان کی اس تدبیر کو کاٹ دے اور خدا کی پکڑ کا وقت ان کی سکیموں کے مکمل ہونے کے وقت سے پہلے آ جائے ان کے ارادے ایسے ہیں کہ ان کو سوچ کر بھی ایک انسان جس کا کوئی دنیا میں سہارا نہ ہو اسکی ساری زندگی بے قرار ہو سکتی ہے۔ اس کے تصور سے بھی انسان کا وجود لرزنے لگتا ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ نہ مجھ پر یہ اثر ہے نہ آپ پر یہ اثر ہوگا کیونکہ میں بھی جانتا ہوں کہ ہمارا خدا موجود ہے جو ہمارے ساتھ رہا ہے ہمیشہ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ رہے گا اور آپ بھی یہ جانتے ہیں اس لئے جب میں آپ سے یہ بات کرتا ہوں تو ڈرانے کی خاطر نہیں کرتا صرف بتانے کے لئے کہ آنکھیں کھول کر وقت گزاریں کہ کیا ارادے ہیں جن کی طرف یہ ملک حرکت کر رہا ہے جن کو رفتہ رفتہ کھول رہا ہے۔

اس دور میں یعنی ۱۹۸۴ء کی جو شرارت ہے اس میں ایک مکمل سکیم کے تابع پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکز کو ملیامیٹ کرنے کا ارادہ تھا اور جماعت احمدیہ کی ہر اس انسٹی ٹیوشن ہر اس تنظیم پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ تھا جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے ایسے قانون بنائے جن کے نتیجہ میں خلیفہ وقت پاکستان میں رہتے ہوئے خلافت کا کوئی بھی فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ ایک احمدی جو دیہات میں زندگی بسر کر رہا ہے یا شہروں میں بھی غیر معروف زندگی

بسر کر رہا ہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے بھی، اسلام کی تبلیغ بھی کرے جیسا کہ کرتا ہے تو نہ حکومت کو اسکی کوئی ایسی تکلیف پہنچتی ہے نہ وہ حکومت کی نظر میں آتا ہے اور اگر کبھی آ بھی جائے تو اسکے پکڑے جانے سے فرق کوئی نہیں پڑتا۔ اسکی تو اپنی خواہش پوری ہو جاتی ہے کہ میں پکڑا جاؤں اور خدا کی خاطر میں بھی کوئی تکلیف اٹھاؤں لیکن ایک خلیفہ وقت اگر پاکستان میں السلام علیکم بھی کہے تو حکومت کے پاس یہ ذریعہ موجود ہے اور وہ قانون موجود ہے جس کو بروئے کار لا کر وہ اسے پکڑ کر ۳ سال کے لئے جماعت سے الگ کر سکتے ہیں اور یہی نیت تھی اور ابھی بھی ہے کہ جہاں تک جماعت کے بڑے آدمی یعنی جو دنیا کی نظر میں بڑے کہلاتے ہیں لیکن مراد یہ ہے کہ جماعت کے ایسے لوگ، ایسے ذمہ دار افسران جو کسی نہ کسی لحاظ سے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، ارادے یہ ہیں کہ ان کے اوپر کسی طرح ہاتھ ڈالا جا سکے اور اس کا آغاز انہوں نے خلافت سے کیا۔

چنانچہ میرے آنے سے دو تین دن پہلے کے اندر جو واقعات ہوئے ہیں ان کا اس وقت تو ہمیں پورا علم نہیں تھا کیونکہ خدا کی تقدیر نے خاص رنگ میں میرے باہر بھجوانے کا انتظام فرمایا۔ اسکی تفاصیل کچھ میں نے بیان کی تھیں کچھ آئندہ کسی وقت بیان کروں گا لیکن میں جس بات کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خلافت کے قلع قمع کی ایک نہایت بھیانک سازش تھی جسکی پہلی کڑی یہ سوچی گئی تھی کہ خلیفہ وقت کو اگر وہ کسی طرح بھی مسلمان ظاہر کرے اپنے آپ کو تو فوری طور پر قید کر کے تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دیا جائے اور ہمارے آنے کے بعد جو اطلاعیں ملیں ان سے معلوم ہوا کہ یہ آرڈرز جا چکے تھے بلکہ بعض حکومت کے افسران نے جو بڑے ذمہ دار اور اوپر کے افسران ہیں انہوں نے بعض احمدیوں کو بتایا کہ حیرت کی بات ہے تم لوگ کس طرح اتنی جلدی حرکت میں آ گئے اور تمہیں کیسے پتہ چلا کہ کیا ہونے والا ہے کیونکہ آرڈرز یہ تھے کہ اگر یہ خطبہ دے جو آرڈیننس کے دوسرے دن آ رہا تھا تو خطبہ چونکہ ایک اسلامی کام ہے اور صرف اسی بہانے پر اس کو پکڑا جا سکتا ہے کہ تم مسلمان بنے ہو خطبہ دے کر، تشہد پڑھا ہے اس کے نتیجہ میں پکڑا جا سکتا ہے تو اگر خطبہ دے تو تب پکڑ و اور اگر خطبہ نہ دے تو پھر کوئی بہانہ تلاش کرو اور ایک بھی مسجد میں ربوہ کے اگر اذان ہو جائے یا کوئی اور بہانہ مل جائے تو تب بھی اس کو پکڑ لو اور آخری آرڈر یہ تھا کہ اگر کوئی بہانہ نہ بھی ملے تو تراشو اور پکڑو۔ مراد یہ تھی کہ خلیفہ وقت اگر ربوہ میں رہے تو ایک مردہ کی حیثیت سے

وہاں رہے اور اپنے فرائض منصبی میں سے کوئی بھی ادا نہ کر سکے۔ اگر وہ ایسا کرنے پر تیار ہو ایک مردہ کی طرح زندہ رہنے پر تیار ہو تو ساری جماعت کا ایمان ختم ہو جائے گا، ساری جماعت یہ سوچے گی کہ خلیفہ وقت ہمیں تو قربانیوں کے لئے بلا رہا ہے، ہمیں تو کہتا ہے کہ اسلام کا نام بلند کرو اور خود ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتا۔ چنانچہ جماعت کے ایمان پر حملہ تھا یہ اور اگر خلیفہ وقت بولے جماعت کا ایمان بچانے کے لئے تو اس کو تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دو۔ چونکہ نظام جماعت ایک نئے خلیفہ کا انتخاب کر ہی نہیں سکتا جب تک پہلا خلیفہ مر نہ جائے اس وقت تک اس لحاظ سے تین سال کے لئے جماعت اپنی مرکزی قیادت سے محروم رہ جائے گی اور جس جماعت کو خلیفہ وقت کی عادت ہو جو نظام خلیفہ کے محور کے گرد گھومتا ہو اس کو کبھی بھی خلیفہ کی عدم موجودگی میں کوئی انجمن نہیں سنبھال سکتی۔ یہ ایک بہت تلخ تجربہ ہم نے خود دیکھا ہے اس میں سے گزرے ہیں کہ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیمار تھے، آخری دنوں میں خصوصیت کے ساتھ جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی اور جماعت نہیں چاہتی تھی کہ فیصلوں کے لئے زیادہ تکلیف دے۔ اگرچہ اہم فیصلے آپ ہی کرتے تھے اور فیصلے کی قوت میں کوئی بھی فرق نہیں تھا لیکن بیماری کی وجہ سے ڈاکٹرز بھی یہ ہدایت دیتے تھے کہ کم سے کم بوجھ ڈالا جائے اور جماعت خود بھی نہیں چاہتی تھی تو بہت سے فیصلے بہت سے کام جو خلیفہؑ وقت کیا کرتا تھا جو کرتا ہے ہمیشہ وہ صدر انجمن یا تحریک جدید یا دوسری انجمن کرنے لگیں اور وہ دور جماعت کے لئے سب سے زیادہ بے چینی کا دور تھا کیونکہ عادت پڑی ہوئی تھی خلیفہ وقت سے رابطے کی، اس سے فیصلے کروانے کی، اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی تو انجمنوں کے ذمہ جب یہی کام لگے تو اس وقت محسوس ہوا کہ کتنا فرق ہے انجمنوں کے کاموں میں اور خلیفہ وقت کے کاموں میں اور ایک لحاظ سے یہ جماعت کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوا کیونکہ وہ لوگ جو پہلے غیر مبائعین سے متاثر تھے اور وہ لوگ جو کچھ نہ کچھ اثر لے چکے تھے ان کے پروپیگنڈے کا، وہ کلیۃً تائب ہو گئے اس بات سے ان کو اس وقت محسوس ہوا اس بیماری کے دوران کہ خلافت کا کوئی بدل نہیں ہے۔ ناممکن ہے کہ خلافت کی کوئی متبادل چیز ایسی ہو جو خلافت کی جگہ لے لے اور دل اسی طرح تسکین پا جائیں۔

تو تین سال کا عرصہ جماعت سے خلافت کی ایسی علیحدگی کہ کوئی رابطہ قائم نہ رہ سکے یہ اتنی خوفناک سازش تھی کہ اگر خدانخواستہ یہ عمل میں آجاتی تب آپ کو اندازہ ہوتا کہ کتنا بڑا حملہ جماعت کی

مرکزیت پر کیا گیا ہے۔ ساری دنیا کی جماعتیں بے قرار ہو جاتیں اور ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہ رہتا، کچھ سمجھ نہ آتی کہ کیا کر رہے ہیں، کیا کرنا ہے اور پھر جذبات سے بے قابو ہو کر غیر ذمہ دارانہ حرکتیں بھی ہو سکتی تھیں۔ جس طرح شدید مشتعل جذبات کو اور زخمی جذبات کو اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی سنبھالنے کی، خلیفۂ وقت کی عدم موجودگی یا بے تعلقی کے نتیجہ میں تو ناممکن تھا کہ جماعت کو اس طرح سے کوئی سنبھال سکتا۔ بعض لوگ مجھے خط لکھتے ہیں تو آپ تصور نہیں کر سکتے کہ ان کا حال کیا ہے کس طرح وہ تڑپ رہے ہوتے ہیں! اس وقت وہ کہتے ہیں خدا کی قسم اگر آپ کے ہاتھ پر ہم نے یہ عہد نہ کیا ہوتا کہ ہم صبر دکھائیں گے ناممکن تھا ہمارے لئے، ہمارے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے جاتے، ہمارے بچے ہمارے سامنے ذبح کر دیئے جاتے تب بھی ان ظالموں سے ہم ضرور بدلہ لیتے یہ حالت ہو جس جماعت کے اخلاص کی اور محبت کی اور عشق کی اسے خلافت کے سوا سنبھال ہی کوئی نہیں سکتا اس لئے ایک نہایت خوفناک سازش تھی۔ اور پھر اس کی اگلی کڑیاں تھیں۔

جن لوگوں کو جھوٹ کی عادت ہو ظلم اور سفا کی کی عادت ہو افتراء پردازی کی عادت ہو وہ کوئی بھی الزام لگا کر کوئی جھوٹ گھڑ کے پھر خلیفہ کی زندگی پر بھی حملہ کر سکتے تھے اور اس صورت میں جماعت کا اٹھ کھڑے ہونا اور اپنے قویٰ پر سے قابو کھو دینا، جذبات سے بھی قابو کھو دینا اور دماغی کیفیات پر سے بھی نظم وضبط کے کنٹرول اتار دینا ایک طبعی بات تھی۔ ناممکن تھا کہ جماعت ایسی حالت میں کہ ان کو پتہ ہے کہ خلیفہ وقت ایک کلیتہً معصوم انسان ہیں، ان باتوں میں ہماری جماعت کبھی پڑی نہ پڑ سکتی ہے، اس پر جھوٹے الزام لگا کر ایک بد کردار انسان نے اسے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ ناممکن تھا کہ جماعت اس کو برداشت کر سکتی۔ جبکہ برداشت کرنے کے لئے خلافت کا جو ذریعہ خدا نے بخشا ہے اس کی رہنمائی سے محروم ہو تو اس صورت میں جماعت کا کوئی بھی ردعمل ہو سکتا تھا جو اتنا بھیانک ہو سکتا تھا اور اتنے بھیانک نتائج تک پہنچ سکتا تھا کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ان باتوں کا ہمیں پہلے علم نہیں تھا ایک رات جس رات یہ فیصلہ ہوا ہے اس رات خدا تعالیٰ نے اچانک مجھے اس بات کا علم دیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بڑے زور سے یہ تحریک ڈالی کہ جس قدر جلد ہو اس ملک سے تمہارا نکلنا نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے، تمہاری ذات کا کوئی سوال نہیں۔ ایک رات پہلے یہ میں عہد کر چکا تھا

کہ خدا کی قسم میں جان دونگا احمدیت کی خاطر اور کوئی دنیا کی طاقت مجھے روک نہیں سکے گی اور اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں کہ جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ کتنی خوفناک سازش ہے جماعت کے خلاف جسے ہر قیمت پر مجھے ناکام کرنا ہے اور وہ سازش یہ تھی کہ جب خلیفہ وقت کو قتل کیا جائے اور جماعت اس پر اُبھرے تو پھر نظام خلافت پر حملہ کیا جائے ، ربوہ کو ملیا میٹ کیا جائے فوج کشی کے ذریعہ اور وہاں نیا انتخاب نہ ہونے دیا جائے خلافت کا، وہ انسٹی ٹیوشن ختم کردی جائے اس کے بعد دنیا میں کیا باقی رہ جاتا۔ خدا تعالیٰ کے اپنے کام ہوتے ہیں اور جن حالات میں اللہ تعالیٰ نے نکالا یہ اس کے کاموں ہی کا ایک ثبوت ہے یہ نہیں میں کہتا کہ یہ ہوسکتا تھا ناممکن تھا کہ یہ ہوجاتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سے ایمان اٹھ جاتا دنیا کا کہ خدا نے خود ایک نظام قائم کیا ہے، خود اس کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کے غلبہ کے منصوبے بنا رہا ہے اور پھر اس جماعت کے دل پر ہاتھ ڈالنے کی دشمن کو توفیق عطا فرمادے جس جماعت کو اپنے دین کے احیا کی خاطر قائم کیا ہے ، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ دشمن کی ہر تدبیر ناکام کردی اس ایک تدبیر کو ناکام کر کے اتنا بڑا احسان ہے خدا تعالیٰ کا کہ اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کتنے خوفناک نتائج سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بچالیا، کتنی بڑی سازش کو کلیتہً ناکام کردیا۔

اس کے بعد دوسرے درجہ پر ان کا ہاتھ ابھی تک مرکزی تنظیموں پر اٹھ رہا ہے۔ربوہ کی مرکزیت کے خلاف وہ سازشیں کررہے ہیں اور ان سازشوں کے نتیجہ میں ایک ایک کر کے وہ اپنی طرف سے ربوہ کے مرکزی خدوخال کو ملیا میٹ کرتے چلے جارہے ہیں۔چنانچہ شروع میں بظاہر معمولی بات تھی لیکن اسی وقت مجھے نظر آ گیا تھا کہ آگے ان کے کیا ارادے ہیں چنانچہ میں نے وہ لوگ جو خوش فہمی میں کوششیں کررہے تھے ان کو بلا کر سمجھایا کہ تم کیوں وقت ضائع کررہے ہو یہ کام نہیں ہوگا۔شروع میں انہوں نے کھیلوں پر ہاتھ ڈالا کہ ربوہ میں کبڈی ہوگی تو عالم اسلام کو خطرہ پیدا ہو جائے گا یعنی ربوہ میں اگر کبڈی ہوئی تو اس سے تمام دنیا میں عالم اسلام کو خطرہ لاحق ہوجائے گا۔ربوہ میں اگر باسکٹ بال کا میچ ہوا تو اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے اور پھر پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔پھر کھیلوں سے یہ آگے بڑھے اور اجتماعات پر ہاتھ ڈالنے شروع کئے کہ لجنہ اماء اللہ کا اجتماع

ہوا تو عالم اسلام پر تباہی آجائے گی ، خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہوا تو پتہ نہیں کیا خوفناک حالات دُنیا میں پیدا ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں اسلام نعوذ باللہ من ذلک تباہ ہو جائے گا۔ بوڑھوں کا اجتماع ہوا تو اس سے ان کو خطرات وابستہ نظر آنے لگے کہ اس اجتماع سے بھی یا وطن ہلاک ہو جائے گا تباہ ہو جائے گا یا عالم اسلام کو نقصان پہنچے گا۔

یہ فرضی قصے پہلے حکومت کے منشا کے مطابق حکومت سے سمجھوتے کے مطابق علماء ایک دم جس طرح برسات میں مینڈک بولنے لگ جاتے ہیں سارے پاکستان میں وہ علماء کا ٹولہ جو حکومت کے ہاتھ میں اس وقت کھیل رہا ہے آلہ کار بنا ہوا ہے وہ ایک دم یہی راگ الاپنے لگ جاتا تھا اور کسی کو شرم نہیں آتی تھی کسی کو حیا نہیں تھا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں کہ اطفال کے اجتماع سے دنیا تباہ ہو جائے گی۔ مستورات کے لجنہ کے اجتماع سے عالم اسلام ہلاک ہو جائے گا یہ کیا باتیں کر رہیں ہیں لیکن جب شرم اور حیا اور تمام اعلیٰ اقدار ختم ہو چکی ہوں ، جب ذہنی قوتیں مفلوج ہو جائیں ، جب حیا ہی باقی نہ رہے تو پھر انسان ہر قسم کی حرکت کر سکتا ہے۔

چنانچہ آپ پاکستان کے اخبارات کا مطالعہ کر کے دیکھیں آپ کو ہر موقع پر اچانک اسی قسم کی خبریں نظر آنی لگ جائیں گی یعنی ایک صبح کو اٹھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام پاکستان میں ایک خاص طبقہ علماء ایک دم یہ شور مچانے لگ گیا ہے کہ انصار اللہ کا اجتماع نہیں ہوسکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے۔ پھر اچانک علماء کو خیال آتا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع نہیں ہوسکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے، کبڈی نہیں ہوسکتی ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے، باسکٹ بال نہیں ہوسکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے۔ تو یہ جو سر الاپتے تھے سارے آخر اس کی مرکزی جڑیں تھیں وہاں سے آواز نکلتی تھی تو یہ سب تک پہنچتی تھی اور پھر حکومت کے اخبار تھے ، حکومت کے ٹیلی ویژن اور حکومت کے ریڈیو یہ ساری باتیں اچھالتے تھے کہ علماء یہ کہہ رہے ہیں تا کہ نفسیاتی طور پر قوم پر یہ اثر پیدا ہو کہ ہاں ایک بہت ہی خطرناک بات ہونے لگی ہے اور حکومت مجبور ہو رہی ہے گویا کہ ان لوگوں کی آواز کے سامنے سر جُھکانے پر حالانکہ حکومت کی طرف سے یہ باتیں پیدا کی جاتی تھیں اور یہ سب کچھ ہمارے علم میں تھا۔ تو بعض لاعلم بچارے جب کھیلوں پر پابندی شروع ہوئی تو بعض ہمارے کھلاڑی شوقین بڑے زور کے ساتھ حرکت میں آگئے کہ ہم ڈی سی کے پاس جائیں گے۔ ہم کمشنر سے ملیں گے، ایک صاحب تو جوش میں آ کر اسلام آباد پہنچ گئے مرکزی حکومت

کو جھنجھوڑنے کے لئے اور سیکریڑی تعلیم سے ملے بھی ۔ مجھے علم ہوا تو میں ان پر ناراض ہوا۔ میں نے ان بلایا میں نے کہا تم کر کیا رہے ہو؟ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ کیا واقعات گزر رہے ہیں کیوں گزر رہے ہیں ۔ ان افسروں کے بیچاروں کے قبضہ میں ہے ہی کچھ نہیں یہ تو His Masters Voice ہیں گوش بر آواز آقا ہیں اور جوان کا آقا ہے وہ خود غلام ہے غیر طاقتوں کا، وہ ان کی آواز پر کان لگائے بیٹھا ہے اور جس طرف ان کے لب ملتے ہے اسی طرف اس کے لب ملنے لگ جاتے ہیں تو ایک بہت بڑی عالمی سازش کا جماعت احمدیہ شکار ہے ۔ تم لوگ کیا حرکتیں کر رہے ہو، نہیں کرنے دیتے نہ کرنے دیں کوئی پرواہ نہ کرو دیکھو آگے کیا کرتے ہیں اور کس طرح آگے بڑھتے ہیں؟

پھر اجتماعات پر انہوں نے پابندی لگادی وہی نظر آ رہا تھا کہ یہاں سے شروع کریں گے ۔ سیڑھیاں جس طرح انسان چڑھتا ہے ایک دو تین چار اس طرح اوپر تک پہنچنے لگیں گے ۔ پھر جلسہ سالانہ ان کے لئے خطرہ بن گیا اور اس قدر شور مچایا گیا سارے ملک میں کہ گویا اگر یہ بات حکومت نے نہ مانی تو حکومت تباہ ہو جائے گی ۔ جلسہ سالانہ اتنا بڑا واقعہ جماعت احمدیہ کا کیا حق ہے کہ جلسہ سالانہ کرے؟ چنانچہ جلسہ سالانہ ختم کر دیا گیا اور آج جلسہ سالانہ پر یہ ہمارا اختتامی خطاب ہونا تھا۔ آج اٹھائیس ہے اور ۲۸ تاریخ کو اختتامی تقریب ہوا کرتی تھی جس میں قرآن کے معارف بیان ہوتے تھے، اسلام کی خوبیاں بیان ہوتی تھیں، غیر مذاہب پر اسلام کی فوقیت بیان ہوتی تھی ۔ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ایسی باتیں ہوں، جلسہ سالانہ پر اس کے مقابل پر کیا برداشت کر سکتے ہیں ربوہ کی مساجد جن میں لاؤڈ سپیکر کھلے ہیں یعنی مولویوں کی مساجد اس میں جمعہ کے دن ایسی فحش کلامی ہوتی ہے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ اس سے ربوہ کے رہنے والوں کا حال کیا ہوتا ہے؟ شدید گندی زبان استعمال کی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف، جماعت احمدیہ کے سربراہوں کے خلاف، خلفا کے خلاف بزرگوں کے خلاف اور اتنا جھوٹ بولا جاتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ اسلام کا نام لینے والے، اسلام کی طرف منسوب ہونے والے جھوٹ اتنا بول کیسے سکتے ہیں؟ گھر بیٹھے کہانیاں گھڑتے رہتے ہیں اور پھر فخر سے بتاتے ہیں بعد میں مولوی اپنے ساتھیوں کو کہ دیکھا کس شان کا میں نے جھوٹ گھڑا ہے! یہ میں نے گھڑا تھا، کسی اور نے مجھے نہیں بتایا، یہ میرا دماغ چلا ہے اس طرف اور سارے جانتے ہیں اور ان کے ماننے والے بھی جانتے ہیں اور سارا ماحول جانتا ہے، حکومت جانتی ہے کہ محض گند پر منہ مار رہے

ہیں۔لیکن جب حکومت خود جھوٹی ہو، بدکردار ہو چکی ہو، خود مذہب کے نام سے کھیل رہی ہو تو پھر ان لوگوں سے ان کا دل بڑا لگتا ہے۔اس قسم کے لوگ قصر شاہی تک دسترس رکھتے ہیں، وہاں تک رسائی ہو جاتی ہے، ان کے ساتھ باقاعدہ مل کر منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

یہ حال ہو چکا ہے اِس ملک کا اور اس حال میں صرف احمدی نہیں پیسا جارہا آپ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ سارا ملک پیسا جارہا ہے۔جن حقوق سے انہوں نے آپ کو محروم کیا ہے باقی قوم کو کب وہ حقوق دیئے ہیں؟ امر واقعہ یہ ہے کہ جس دن سے جماعت احمدیہ کو ووٹ کے حق سے محروم کیا ہے سارا ملک ووٹ کے حق سے محروم ہے۔جب جماعت احمدیہ پر پابندی لگائی جاتی ہے کہ تم نے اپنے دفاع میں کچھ نہیں کہنا ہم جو مرضی یک طرفہ تمہارے خلاف کہتے چلے جائیں گے تو باقی ملک پر بھی یہی پابندی لگانی پڑتی ہے پھر کیونکہ خدا کی تقدیر اسی طرح کام کر رہی ہے کوئی ایسا حق نہیں ہے جو جماعت سے چھینا گیا ہو اور خدا تعالیٰ نے باقی قوم کے پاس وہ حق رہنے دیا ہو۔یہی لوگ پھر باقی قوم سے بھی حق چھیننے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے جماعت کے پریس پر پابندی تھی، جماعت کی کتابیں ضبط ہو رہی تھیں یہ قانون بن گیا تھا کہ جماعت احمدیہ اگر اپنے دفاع میں کچھ کہے گی تو ان کو قید کیا جائے گا ان کو سزا دی جائے گی، تین سال تک قید بھی ہو سکتی ہے اور جرمانہ بھی ہو سکتا ہے اور کچھ دن کے بعد ہی حکومت اس بات پر مجبور کر دی گئی خدا کی تقدیر کی طرف سے کہ سارے ملک کے خلاف بالکل یہی پابندی لگائے کہ الیکشن کے معاملہ میں، ریفرنڈم کے معاملہ میں اگر کوئی بولا تو اس کی جائیدادیں ضبط اسکی عزتیں ضبط، اس کی آزادی ضبط بلکہ اس سے زیادہ سخت زبان میں جماعت احمدیہ کے خلاف استعمال کی گئی تھی پاکستان کے ہر شہری کے حقوق ضبط کر لئے گئے، کوئی چیز ان کے پاس نہیں رہنے دی گئی تو اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ کی تقدیر بھی ساتھ ساتھ ایک خاموش کام کرتی چلی جارہی ہے جن باتوں سے آپ کو محروم کیا جارہا ہے ان باتوں سے ساری قوم بھی ساتھ محروم ہوتی چلی جارہی ہے، ایک ہی کشتی میں اکٹھے ہو رہے ہیں سارے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ کچھ صرف اس لئے ظلم وستم کے نیچے پیسے جارہے ہیں کہ وہ خدا کا نام لے رہے ہیں اس زمانہ میں، وہ اللہ کی محبت اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کی باتیں کرتے ہیں اور باقی قوم کو اس جرم میں سزا دی جارہی ہے کہ وہ خاموشی سے

کیوں ان باتوں کو برداشت کرتے ہیں میں تو اس طرح ان حالات کو دیکھ رہا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے خلاف ایک ظلم کیا جاتا ہے اور ساری قوم اس وقت خاموش رہتی ہے اور برداشت کر جاتی ہے اور کہتی ہے کہ کوئی حرج نہیں ان کے ساتھ ہی ہو رہا ہے نا اور چند دن کے بعد بعینہٖ ان کے ساتھ وہ سلوک بلکہ اس سے زیادہ شدت کے ساتھ وہ سلوک ہونے لگتا ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے جماعت احمدیہ کو محروم کیا گیا ہو اور قوم کو وہ پھر عطا ہو گئی ہو۔ آپ دیکھ لیں ایک دو سال کی جو تاریخ ہے اس کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں عملاً یہی سلسلہ چلا ہوا ہے اور اس کے نتیجے پھر بڑے بھیانک ہوں گے اس سے تو کوئی انکار نہیں۔

لیکن بہرحال اس وقت دشمن کا ارادہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو کلیتہً نہتا کر دے، جماعت احمدیہ کے ہاتھ بھی جکڑ دے، جماعت احمدیہ کے پاؤں بھی جکڑ دے اور پاکستان سے جماعت احمدیہ کی مرکزیت کی ساری علامتیں مٹا دے۔ چنانچہ ہرگز بعید نہیں کہ اس سمت میں یہ آگے قدم بڑھائیں مرکزی انجمنوں کے خلاف بھی سازش کریں ہر قسم کی اور جماعت کے وجود جماعت کی تنظیم کے خلاف سازش کریں۔ جہاں تک ان کا بس چلے گا انہوں نے کسی انصاف کے تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے ساتھ کوئی رحم کا سلوک نہیں کرنا۔ جہاں تک ان کا بس چلے گا انہوں نے ہر انسانی حقوق سے جماعت احمدیہ کو محروم کرنے کی مزید کوششیں کرنی ہیں اور یہ سلسلہ آگے تک بڑھانے کا ان کا ارادہ ہے ،کہاں تک بات پہنچے گی یہ ابھی تفصیل میں بیان نہیں کرتا لیکن مجھے علم ہے کہ ان کے ارادے کیا ہیں اس لئے میں جماعت کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ نہ سمجھ لیا کریں ہر دفعہ کہ ایک ظلم کے بعد ان کے دل ٹھنڈے پڑ چکے ہوں گے۔ وہ یہ نہ سمجھ لیا کریں ہر دفعہ کہ ایک ستم کے بعد یہ راضی ہو جائیں گے کہ بس اب کافی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ جتنا ظلم کرتے چلے جائیں گے اتنا زیادہ یہ آپ سے خوف محسوس کریں گے۔ جتنا یہ ظلم کرتے چلے جائیں گے اتنی بیقراری بھی ان کی بڑھتی چلی جائے گی، بے چینی بھی بڑھتی چلی جائے گی کہ یہ ایک منظّم جماعت ہے ہم اس سے بے خوف اب نہیں رہ سکتے اس لئے مزید آگے بڑھیں گے اور چونکہ جماعت صبر اور شکر کے مقام پر فائز ہے اور ان کے سامنے سر جھکانے پر کسی قیمت پر بھی آمادہ نہیں ہے اس لئے اور بھی زیادہ ان کا غیظ و غضب بڑھتا چلا جائے گا۔ یہ مزید تکلیف محسوس کریں گے کہ ہم نے تو ان کو اتنا دکھ پہنچایا ہے لیکن آگے سے ان لوگوں کا سر ہی نہیں جھک

رہا، یہ اسی طرح سر بلند کر کے پھر رہے ہیں گلیوں میں اسی طرح ان کو کامل یقین ہے اپنے خدا پر، اسی طرح یہ آسمان کی طرف سے نصرت آنے کے انتظار میں آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں۔ کیوں ان کے ایمان پر حملہ نہیں کر سکے، کیوں ان کے عزم کو ہم تباہ نہیں کر سکے، کیوں ان کے ولولے ہم نہیں مٹا سکے ، کیوں آج بھی یہ زندہ ہیں انسانی قدروں کے ساتھ بلکہ ہم سے بہتر انسانی قدروں کے ساتھ یہ زندہ ہیں؟ یہ بات جوں جوں وقت گزرتا چلا جا رہا ہے ان کو تکلیف دیتی چلی جا رہی ہے اور اسی بد بخت بہو کی طرح جس نے اپنے خاوند سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اپنی ماں کا سر کاٹ کر جب تک نہ دکھاؤ اس وقت تک میں راضی نہیں ہونگی یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جب تک انتہا نہ کر گزریں گے اس وقت تک جماعت احمدیہ ذلیل و رسوا نہیں ہوسکتی، اس وقت تک ہمارے دل کو چین نصیب نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اپنے شیاطین کی طرف یہ جاتے ہیں اور مزید بڑے سے بڑے مطالبے اور سے اور مطالبے کرنے شروع کر دیتے ہیں کہ نہیں ابھی ہمارا دل راضی نہیں ہوا، اب یہ کام اور کر گذرو تو ہم راضی ہوں گے، اب یہ کام اور کر دو پھر ہم راضی ہوں گے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ باندھ بھی دیں، **جماعت احمدیہ کو کلیتہً نہتا بھی کر دیں تب بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی جیتے گی کیونکہ خدا کے شیروں کے ہاتھ کبھی کوئی دنیا میں باندھ نہیں سکا۔ یہ زنجیریں لازماً ٹوٹیں گی اور لازماً یہ زنجیریں باندھنے والے خود گرفتار کئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے دنیا میں کوئی بدل نہیں سکتا، کبھی خدا کے ہاتھ بھی کسی نے باندھے ہیں؟ اس لئے خدا والوں کے جب ہاتھ باندھے جاتے ہیں تو عملاً یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم خدا کے ہاتھ باندھ سکتے ہیں۔ اس لئے خدا کے ہاتھ تو کھلے ہیں قرآن کریم اعلان فرمایا رہا ہے بَلۡ یَدٰهُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ (المائدہ:۶۵) اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں اس کا دایاں ہاتھ بھی کھلا ہے اور اس کا بایاں ہاتھ بھی کھلا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت خدا کے ہاتھوں کو نہیں باندھ سکتی اس لئے آگے بڑھیں گے یہ ظلموں میں اس میں کوئی شک نہیں لیکن یہ بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے شیر خدا کے فضل سے بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ بھی ان پر غالب آ کر رہیں گے۔ کوئی دنیا میں ان کے ایمان کا سر جھکا نہیں سکتا، کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے عزم کا سر جھکا نہیں سکتا، کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے صبر کا حوصلہ توڑ نہیں سکتا۔** بڑھتے رہیں جس حد تک یہ آگے بڑھتے ہیں ہم بھی انتظار میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خدا کی تدبیر بھی حرکت میں ہے خدا کی

تقدیر بھی حرکت میں ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جیسا کہ فرماتا ہے:

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۷﴾ (الطارق: ۱۶۔۱۷)

یہ بھی کچھ تدبیریں کر رہے ہیں اور میں غافل نہیں ہوں میں بھی تدبیر کر رہا ہوں اور بالآخر یقیناً خدا ہی کی تدبیر غالب آئے گی۔ کب آئے گی کتنی دیر میں آئے گی یہ میں ابھی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ جب زیادہ تشویش کے دن آتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلسل مجھے خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ساری جماعت کو تمام دنیا میں کثرت کے ساتھ خوشخبریاں ملنی شروع ہو جاتی ہیں۔ جتنے بھیانک دن آتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی کے وعدے زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آنے لگتے ہیں۔ یہ عجیب قسم کے واقعات ہیں جو عام دنیا کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔ اگر یہ خوابیں نفسیاتی ہوں، اگر یہ خوابیں نفس کے دھوکے ہوں، یہ کشوف نفس کے دھوکے ہوں تو نفس کی کیفیت تو یہ ہے اور دنیا کے سارے ماہرین نفسیات جانتے ہیں کہ جتنا زیادہ مایوسی بڑھتی چلی جائے اتنا ہی ڈرانے والی خوابیں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ جتنا زیادہ انسان تاریکیوں میں گھر جاتا ہے اتنا ہی زیادہ ہولناک مناظر وہ دیکھنے لگتا ہے، غموں کے مارے ہوئے مصائب کے ستائے ہوئے، خوفوں میں مبتلا لوگوں کو Hallucination (فریبِ خیال) شروع ہو جاتے ہیں امن کی حالت میں بیٹھے ہوئے بھی ان کو خطرات دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ صرف سچوں کی علامت ہوتی ہے کہ انتہائی تاریکی کے وقت میں خدا ان سے روشنی کے وعدے کرتا ہے اور ان کو روشنی کے نمونے دکھاتا ہے۔ انتہائی تکلیف کے وقت میں بھی خدا تعالیٰ ان کے ساتھ دل آرام باتیں کرتا ہے، ان کے دلوں کو راحت اور اطمینان اور سکون سے بھر دیتا ہے۔

پس جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر مصائب کا انتہائی شدید وقت تھا تو وہی وہ دن تھے جب کہ اسلام کی فتح کے وعدے آپؐ سے کئے جا رہے تھے۔ تعجب ہوتا ہے کہ ادھر جنگ احزاب کے وقت ایسا وقت آیا تھا قرآن کریم کے بیان کے مطابق کہ جیسے ایک زلزلہ آ گیا ہو قوم کے اوپر اور وہ لوگ جن کے ایمان قوی نہیں تھے وہ سمجھتے تھے کہ اب موت سر پر آ کھڑی ہوئی ہے اور کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ آنکھیں پتھرا گئی تھیں لوگوں کی اس وقت جب کہ بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے

سب نے اس وقت جب کہ نقاہت کا یہ عالم تھا کہ چلنا پھرنا بھی مسلمانوں کے لئے دُوبھر ہوا ہوا تھا ایسے وقت میں ایک صحابیؓ نے آنحضرت ﷺ کے رحم کو اپیل کرنے کے لئے کہ یا رسول اللہ! کچھ کریں ہم کیا کریں یہ حال ہو گیا ہے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو آپؐ نے دیکھا کہ پتھر بندھا ہوا ہے یہ بتانے کے لئے کہ میرے حال زار کو دیکھیں تو سہی کہ پتھر باندھ باندھ کر میں بھوک مٹا رہا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان سے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا راوی بیان کرتا ہے کہ اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ (سنن الترمذی کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی معیشۃ النبی ﷺ) آپؐ نے بتایا کہ میں تم سے زیادہ بھوکا ہوں جس تکلیف میں تم مبتلا ہو تم سے زیادہ شدت سے میں اس تکلیف کو محسوس کر رہا ہوں۔ یہ نہ سمجھو کہ میں پتھر دل ہوں، مجھے تم سے زیادہ تم سے بڑھ کر تمہارا درد ہے لیکن خدا کی خاطر جو بھی تقدیر ہے ہم راضی برضا رہیں گے۔ ان انتہائی گہری تکلیف کی راتوں میں بھی خدا تعالیٰ نے آپؐ کو عظیم الشان خوشخبریاں دیں ایسے حیرت انگیز مناظر آپؐ کو دکھائے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ وہی دراصل وقت ہوتا ہے یقین کامل کے اظہار کا۔ ایک پتھر ٹوٹ نہیں رہا تھا۔ ایک خندق کھودتے ہوئے آنحضور ﷺ کو بلایا گیا۔ آپؐ سے عرض کی گئی، حالانکہ وہ بڑے قوی لوگ تھے جو پتھر توڑ رہے تھے، یا رسول اللہ! یہ پتھر راہ میں حائل ہے اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے، اتنی طاقت نہیں ہے کہ خندق کو پتھر کو چھوڑ کر لمبا کریں اور دور سے کھود کر لائیں تو آنحضور ﷺ نے پھاوڑا یا جو بھی چیز تھی جس سے پتھر توڑ رہے تھے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا اور پتھر پر مارا تو جیسا کہ رگڑ سے چنگاری نکلا کرتی ہے اس سے ایک چنگاری نکلی لیکن چنگاری کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے بڑے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اللہ اکبر، اللہ اکبر پھر دوبارہ کدال ماری تو پھر ایک چنگاری نکلی پھر آنحضرت ﷺ نے بڑے جوش کے ساتھ ایک نعرہ تکبیر بلند کیا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! پتھر تو خیر ٹوٹ گیا کیونکہ خدا کی تقدیر نے یہی چاہا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے وہ پتھر ٹوٹے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بات تھی؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب پہلی دفعہ جب میں نے پتھر پر ضرب لگائی تو اس چنگاری میں خدا تعالیٰ نے مجھے خیبر کے قلعے دکھائے کہ ان قلعوں کو میں تمہارے لئے سر کر کے دکھاؤں گا اور دوسری دفعہ میں نے پتھر پر ضرب لگائی تو مجھے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں دکھائی گئیں اور وہ محل دکھائے گئے جو مسلمانوں کے قبضہ میں خدا تعالیٰ نے دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ زیر غزوہ

خندق۔جلد دوم نصف آخر صفحہ: ۳۶۲۔۳۶۳)

دن یہ تھے کہ چند عرب قبائل کے مقابل پر مسلمان بالکل بے طاقت دکھائی دے رہے تھے اور یہ حالت تھی کہ چند دن بھی اور اگر محاصرہ رہ جاتا تو ان کے ہاتھوں نہ مارے جاتے تو فاقوں کے ہاتھوں مارے جاتے اور خدا تعالیٰ یہ باتیں کر رہا تھا کہ میں تمہیں خیبر کی چابیاں بھی عطا کر رہا ہوں، میں تمہیں قیصر و کسریٰ کے خزانہ بھی عطا کر رہا ہوں، میں تمہیں روم پر بھی قوت دوں گا، میں تمہیں اہل فارس پر بھی طاقت عطا کروں گا۔تمام دنیا میں تم پھیل جاؤ گے،تمام دنیا کی بڑی طاقتیں تمہارے سامنے سرنگوں ہو جائیں گی یہ خوشخبریاں اس حالت میں دی جارہی تھیں تو اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ ادھر غم بڑھ رہے ہوتے ہیں ادھر بظاہر تاریکی چھا رہی ہوتی ہے اور کوئی رستہ نہیں دکھائی دیتا انسان کو نکلنے کا،ادھر اللہ تعالیٰ بشارتوں پر بشارتیں دیتا چلا جاتا ہے۔

ابھی چند دن پہلے دو تین دن پہلے کی بات ہے کہ شدید بے چینی اور بے قراری تھی بعض اطلاعات کے نتیجہ میں اور ظہر کے بعد میں ستانے کے لئے لیٹا ہوں تو میرے منہ سے جمعہ جمعہ کے الفاظ نکلے اور ساتھ ہی ایک گھڑی کے ڈائل کے اوپر جہاں دس کا ہندسہ ہے وہاں نہایت ہی روشن حروف میں دس چمکنے لگا اور خواب نہیں تھی بلکہ جاگتے ہوئے ایک کشفی نظارہ تھا اور وہ جو دس دکھائی دے رہا تھا باوجود اس کے کہ وہ دس کے ہندسے پر دس تھا جو گھڑی کے دس ہوتے ہیں لیکن میرے ذہن میں وہ دس تاریخ آرہی تھی کہ Friday the 10th یہ انگریزی میں میں یہ کہہ رہا تھا۔Friday the 10th اور ویسے وہ گھڑی تھی اور گھڑی کے اوپر دس کا ہندسہ تھا۔تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سا جمعہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے یہ روشن نشان عطا فرمانا ہے مگر ایک دفعہ یہ واقعہ نہیں ہوا ہر دفعہ یہ ہوا کہ جب بھی شدت کی پریشانی ہوئی ہے جماعت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مسلسل خوشخبریاں عطا فرمائیں۔

اس سے چند دن پہلے رویا میں اللہ تعالیٰ نے بار بار خوشخبریاں دکھائیں اور چار خوشخبریاں اکٹھی دکھائیں۔جب میں اٹھا تو اس وقت زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر تھا۔

؎ غموں کا ایک دن اور چار شادی
فَسُبحَان الّذی اخزی الاعادی (درثمین صفحہ:۴۶)

یعنی چار خوشخبریوں کی حکمت یہ ہے چار دکھانے کی کہ ایک غم پہنچے گا تو خدا تعالیٰ چار خوشخبریاں دکھائے گا اور دشمنوں کو بہرحال ذلیل کرے گا کیونکہ اس وقت جماعت کی حالت سب سے زیادہ دنیا کی نظر میں گری ہوئی ہے کلیتہً بیچارگی کا عالم ہے اور کامل بے اختیاری ہے۔ یہ وقت ہے خدا کی طرف سے خوشخبریاں دکھانے کا اور یہ وقت ہے ان خوشخبریوں پر یقین کرنے کا۔ آج جو اپنے خدا کے دیئے ہوئے وعدوں پر یقین رکھتا ہے، آج جس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں ہے وہی ہے جو خدا کے نزدیک معزز ہے، وہی ہے جس کو دنیا میں غالب کیا جائے گا اور اسے خدا کبھی نہیں چھوڑے گا کیونکہ جو تنزل کے وقت اپنے خدا کی باتوں پر ایمان اور یقین رکھتا ہے اس کے ایمان میں کوئی تزلزل نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس کے لئے ایسے کام دکھاتی ہے کہ دنیا ان کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔

پس آج وقت ہے اپنے رب کے ساتھ گہرا تعلق قائم کرنے کا، اپنے رب کے ساتھ پیار کرنے کا، محبت کا رشتہ مضبوط کرنے کا۔ آج آپ یقین رکھیں کہ ہمارا خدا ہم سے سچے وعدے کرتا رہا ہے، آج بھی سچا وعدہ کررہا ہے کل بھی سچے وعدے کرتا رہے گا اور بظاہر دنیا کے نزدیک ہم ذلت کی کسی بھی انتہا تک پہنچ چکے ہوں لیکن تمام عزتوں کا مالک خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہمارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ اس یقین پر حرف نہ آنے دیں اس کی حفاظت کریں کیونکہ آج کا وقت ہی دراصل آپ کے کل کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اگر آج آپ نے خدا پر اپنے ایمان کو کمزور کردیا، اگر آج خدا کے وعدوں پر آپ کو شک پیدا ہونے شروع ہوگئے تو کل اگر تقدیر بگڑی تو آپ اس تقدیر کو بگاڑنے والے ہوں گے اس لئے اپنے یقین کی حفاظت کریں اور جہاں تک آپ کا بس چلتا ہے تدبیر کا بھی ہر طریق اختیار کریں۔

ایک مومن کے لئے جو خدا تعالیٰ نے منصوبہ پیش فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ایمان کامل رہے اور خدا کی تقدیر کے اوپر ایک دن بھی بے یقینی پیدا نہ ہو اور اسکے ساتھ اپنی تدبیر کو بھی انتہا تک پہنچادے اس لئے جتنا دشمن جماعت احمدیہ کی مرکزیت پر حملہ کرنے کے لئے کوشش کررہا ہے یا حملے کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے اسی حد تک اس کا جماعت کی طرف سے برعکس ردعمل پیدا ہونا چاہئے چنانچہ میں نے جماعت کو بارہا یہ توجہ دلائی ہے کہ جب یہ آپ کی زندگی پر حملہ کررہے ہیں یہ آپ کو نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں اور یہی منصوبے بنارہے ہیں تو اس کا ردعمل یہ ہونا چاہئے کہ اس

قوت کے ساتھ آپ ابھریں اور بڑھیں اور پھیلیں کہ دشمن کلیتہً خائب و خاسر اور نامراد ہو جائے حسرتوں کے سوا اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ ایک جگہ جماعت کو دباتے ہیں تو دس جگہ آپ پھیل جائیں ایک احمدی کو شہید کرتے ہیں تو ہزاروں لوگوں کو احمدی بنائیں، ایک ملک میں جماعت احمدیہ کی مسجدوں کو ویران کیا جاتا ہے تو ہزاروں ملکوں میں جماعت احمدیہ مسجدیں بنائے، یہ جواب ہے ایک زندہ قوم کا، یہ جواب ہے ایک صاحب ایمان قوم کا اس لئے میں بار بار جماعت کو تبلیغ کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور خدا کے فضل سے بعض ممالک میں بہت ہی اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

انگلستان بڑی دیر سے سویا پڑا تھا ابھی چند مہینے کے اندر اندر ان کو جھنجھوڑا ہے تو آج کی ڈاک میں بھی اطلاع آئی ہے کہ مزید بیعتیں ہوئی ہیں خدا کے فضل سے چنانچہ پہلے دو چار پانچ پر راضی ہوا کرتے تھے بڑا خوش ہوتے تھے کہ چار بیعتیں ہو گئیں اس سال اب تک چند مہینوں میں ۶۰ ساٹھ بیعتیں خدا کے فضل سے ہو چکی ہیں اور ابھی ساری کوششیں پکی بھی نہیں۔ آخر پھل پکنے میں وقت لگتا ہے۔

جرمنی کا سو کا وعدہ تھا وہ ۱۱۲ یا ۱۱۴ تک پہنچ گئے ہیں یعنی اپنا ٹارگٹ پورا کر کے آگے نکل گئے ہیں اور ملاقاتوں کے دوران اور بعض گفتگو کے دوران جو میں نے اندازہ لگایا ہے ابھی بھاری اکثریت ہے ہمارے جرمن احمدیوں کی جن کی کوششوں کو ابھی پھل نہیں لگا۔ یہ صرف چند احمدی ہیں جن کی کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ۱۱۲ کے قریب نئے احمدی ایک سال میں جرمنی کو عطا فرمائے ہیں اور جہاں تک میرا اندازہ ہے اس ایک سال سے پہلے جو ہمارے لئے خاص ابتلاؤں کا سال تھا جب سے جرمنی کا مشن بنا ہے سارے ملا کر بھی آج تک سو سے اوپر احمدی نہیں ہوئے تھے تو کہاں یہ کیفیت کہاں یہ کیفیت کہ ابتلا سخت ہوتا جا رہا ہے اور خدا کی رحمتیں اتنی زیادہ نمایاں ہو کر برسنے لگی ہیں۔ اس میں نہ میری کوشش کا دخل ہے نہ آپ کی کوشش کا دخل ہے یہ خاص خدا کا نشان ہے اس کے قرب کا یہ نشان ظاہر ہو رہا ہے کہ چند جگہ تمہیں خطرات نظر آ رہے ہیں۔ ان چند خطرات کے مقابل پر میں ہر جگہ تم پر رحمتیں نازل فرما رہا ہے اور جہاں خطرات دکھائی دے رہے ہیں وہاں بھی رحمتیں نازل فرما رہا ہے اگر دیکھنے کی آنکھیں ہوں۔

تو آپ اہل فرانس کیوں محروم ہیں اس نعمت سے؟ میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں آپ کو ایک ایک

کر کے ملک جاگ رہے ہیں۔ امریکہ سے بھی خوشخبریاں آنے لگی ہیں مزید بیعتوں کی ، فجی آئی لینڈ ایک دور دراز کا علاقہ ہے جو یہاں سے اتنی دور ملک ہے کہ اس سے زیادہ دور ملک کوئی بھی نہیں ہوگا یہاں سے اور وہاں سے بھی خوشخبریاں آنے لگی ہیں ایک دو تین چار، رجحان بیعتوں کا بڑھنا شروع ہو گیا ہے۔ ہر طرف بیعتوں کا رجحان بڑھنا شروع ہو گیا ہے تو فرانس تک کیوں یہ خبر نہیں پہنچ رہی مجھے یہ تعجب ہے۔ فرانس کے احمدیوں میں سے بعض مجھے خط لکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے تو بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اللہ کے فضل سے وہ حرکت میں آگئے ہیں لیکن بحیثیت جماعت زندہ فعال جماعت کے طور پر منصوبہ بنا کر اہل فرانس کو اسلام میں داخل کرنے کے وہ آثار ابھی ظاہر نہیں ہوئے جن کی میں آپ سے توقع رکھتا ہوں اس لئے میں اسی پر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔

ان سارے حالات کی روشنی میں آپ سوچیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے یہاں ایک قسم کا امن عطا فرمایا ہوا ہے۔ ہزار ہا مصیبتوں میں آپ کے بھائی اور بہنیں اور بچے مبتلا ہیں جن سے آپ دور بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت اس لئے اول تو ان حالات میں اپنے دل کو تسکین نہ پانے دیں، ان کے غم میں بے قرار رہیں، ان کے لئے دعائیں کریں، ان کے دکھوں سے حصہ پائیں۔ پہلا ردعمل تو آپ کا یہ ہونا چاہئے بھولو نہیں ان کو جو آپ کے بھائی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں کیونکہ زندہ قومیں کبھی نہیں بھولا کرتیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مومن تو ایک جسم کی طرح ہیں۔ انگلی کے کنارے پر بھی ایک دکھ پہنچے تو سارے وجود کو دکھ پہنچتا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة والادب باب تراحم المومنین وتعاطفھم وتعضدھم) ہمارے تو مرکزی حیثیت کے لوگوں کو شدید دکھ پہنچ رہا ہے ربوہ اہل پاکستان کا ہی مرکز نہیں ہے تمام دنیا کا مرکز ہے جماعت احمدیہ کے لئے، وہاں دکھ پہنچ رہا ہے۔ پاکستان کو ایک مرکزی حیثیت ہے وہاں احمدیوں کو شدید دکھ پہنچ رہا ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ باقی احمدی چین سے بیٹھے رہیں؟ اس لئے اپنی زندگی کے اطوار بدلیں، اپنے اندر جفاکشی پیدا کریں، اپنے دل کو اپنے بھائیوں کے لئے نرم کریں، ان کے لئے دعائیں کریں اور جن کاموں سے ان کو محروم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ان میں اتنا زور لگائیں کہ حیران رہ جائے دشمن کہ ہم ایک جگہ دبانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ سینکڑوں جگہ ابھرنے لگتے ہیں۔ یہ ہے حقیقی جواب جو آپ کو تدبیر کے ذریعہ دینا چاہئے۔ خدا کی تقدیر تو ضرور کام کرتی ہے کرے گی ہمیں یقین ہے اس کی باتیں تو میں بہت کر چکا ہوں آپ کے سامنے لیکن تدبیر کے ذریعہ خدا تعالیٰ کو یہ بتائیں کہ ہم

تیری تقدیر کے تابع اسی کی روش پر اسی کے رخ پر خود بھی حرکت کر رہے ہیں۔

یہ دو چیزیں جب مل جاتی ہیں تقدیر الٰہی اور خدا کے بندوں کی تدبیر تو پھر دنیا میں عظیم الشان نتائج ظاہر ہوا کرتے ہیں اسلئے تبلیغ کی طرف غیر معمولی توجہ کریں اور حقیقی خوشی مجھے جماعت فرانس کی طرف سے تب پہنچے گی کہ دیکھتے دیکھتے جماعت کی کایا پلٹ جائے۔ جہاں کوئی بھی وجود بظاہر احمدیت کا نظر نہیں آتا تھا وہاں ایک عظیم الشان جماعت قائم ہو جائے اور صرف فرانس کے لئے نہیں تمام دنیا میں جہاں فرانسیسی بولی جاتی ہے وہاں کے لئے فرانس میں ایک مضبوط مرکز قائم ہو، اس کے لئے ہم نے ایک جگہ خرید لی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور انشاء اللہ میں کوشش کروں گا جلد از جلد آپ کو ایک مرکزی مبلغ بھی مل جائے جو فرانسیسی زبان اچھی طرح جانتا ہو۔کل اس سلسلہ میں مشورے ہوئے ہیں انشاء اللہ بہت دیر نہیں لگے گی۔قرآن کریم کا ترجمہ بھی فرنچ میں تیار ہے اور اسی طرح لٹریچر کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔ بہت سے کام ہم بڑی دیر سے کر رہے ہیں یعنی گزشتہ چھ سات مہینے سے خاموشی کے ساتھ یہ کام ہو رہے ہیں آپ کو علم بھی نہیں لیکن آپ کو مسلح کرنے کے لئے یہ کام کر رہے ہیں، آپ کو ہتھیار دینے کے لئے یہ کام کر رہے ہیں۔تو یہ سب چیزیں تقریباً تیار ہو چکی ہیں یا تیاری کے دور میں سے گزر رہی ہیں عنقریب انشاء اللہ آپ تک پہنچ جائیں گی اپنے آپ کو تیار کریں۔

ہر احمدی اپنے اوپر فرض کر لے کہ میں نے ضرور یہاں احمدیت کا پودا لگانا ہے اور صرف پاکستانیوں میں کام نہ کریں ان کا بھی حق ہے ان میں بھی بے شک کام کریں لیکن کوشش یہ کریں کہ اہل فرانس سے آپ کے تعلقات ہوں اور فرانسیسیوں تک آپ پیغام پہنچائیں۔ ماریشس میں میں نے لکھ دیا ہے اور جرمنی میں بھی بعض فرنچ احمدی خواتین ہیں ان کو بھی میں نے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ فرنچ میں کیسٹ تیار کریں کیوں کہ فرنچ ،فرنچ مزاج کو سمجھتا ہے اور وہ کیتھولکس میں سے مسلمان ہوئی ہوئی خواتین ہیں اس لئے بطور خاص ان کو میں نے تاکید کی ہے کہ اس طرح سے کیسیٹس تیار کریں کہ آپ کو تسلی ہو کہ فرنچ قوم جب یہ سنے گی تو ان کے دل پر اثر پڑے گا اور اسی طرح ماریشس کے لوگ بھی فرانسیسی جانتے ہیں اور فرانسیسی مزاج کو سمجھتے ہیں ان کو بھی لکھا ہے کہ وہ جلد از جلد ایسی کیسٹیس تیار کریں۔تو ہو سکتا ہے چند مہینوں کے اندر بلکہ اس سے پہلے بھی آپ کو کیسٹیس بھی ملنی شروع ہو جائیں اور وڈیوز بھی ملنی شروع ہو جائیں ان کو استعمال کریں۔ جرمنی میں تو یہی ہو رہا ہے

اکثر لڑکوں کو جس طرح آپ میں سے اکثر کو زیادہ گہرا دین کا علم نہیں ہے تبلیغ کا سلیقہ نہیں ہے۔ پتہ نہیں کس طرح بات شروع کرنی ہے، زبان پر عبور نہیں ہے، بڑی دقتیں ہیں اسی طرح جرمنی میں بھی تھیں۔لیکن وہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ بالکل کورے ان پڑھ جن کو کہہ سکتے ہیں وہ بھی کامیاب تبلیغ کر رہے ہیں خدا کے فضل سے کیسٹ لے لیتے ہیں ایک دو اور ٹوٹی زبان میں انہوں نے کام کے سلسلے میں سیکھی ہے دوستوں کو آمادہ کر لیتے ہیں اور سادگی میں ایک طاقت ہے جو بڑا اثر کرتی ہے۔ بعض دفعہ ایک جاہل آدمی جو سادہ ٹوٹی پھوٹی زبان میں بات کرتا ہے تو وہ زیادہ اثر کر جاتی ہے بہ نسبت ایک قابل ہوشیار آدمی کے تو اللہ نے ان کے چونکہ دل میں جذبہ رکھا ہے ان کی زبان میں اثر بھی پھر ڈال دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جی ہماری ٹیپ سن لو۔ تو بہت سے لوگ تماشے میں مذاق کے طور پر ہی سہی یا دلداری کی خاطر کہتے ہیں اچھا ٹھیک ہے سن لیتے ہیں۔ ایک کیسٹ سنتے ہیں ان کو دلچسپی پیدا ہوتی ہے دوسری سنتے ہیں اور زیادہ دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اور کئی احمدی ایسے ہیں جو صرف ٹیپیں سن سن کر ہی احمدی ہو گئے ہیں یعنی کیسٹس کو وہاں ٹیپس کہتے ہیں عام طور پر پنجابی میں یہی محاورہ چلا ہوا ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ٹیپوں کے ذریعہ ہی ایک احمدی بنانے کی توفیق عطا فرما دی۔

تو آپ کیوں اس لذت سے محروم رہتے ہیں؟ آپ بھی کوشش کریں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ لٹریچر بھی آپ کو خوب مہیا کیا جائے گا۔ کیسٹس بھی آنی شروع ہو جائیں گی لیکن ان کا انتظار کئے بغیر اپنی سادہ زبان میں دعا مانگتے ہوئے آپ تبلیغ شروع کر دیں۔ نتیجہ یہ نکلے کہ چند مہینے کے اندر یا ایک سال کے اندر یہاں مقامی دوستوں کی ایک جماعت قائم ہو جائے۔ یہ ہے جواب اہل پاکستان کے دشمنانِ احمدیت کو، یہ ہے وہ طریق جس سے آپ کے دل سچے رنگ میں ٹھنڈے ہوں گے۔ تب آپ کو چین آئے گا تب آپ کہیں گے ہاں اس طرح سے ہم لوگ ہیں تم ہمیں مٹانے کی کوشش کرو ہم بڑھیں گے، تم ہمیں دبانے کی کوشش کرو ہم اور ابھریں گے۔ تمہاری چھاتی پر مونگ دلیں گے اپنی کامیابیوں کی۔ یہ ہے ہمارا انتقام، تمہیں بھی احمدی بنا کر چھوڑیں گے اور ساری دنیا کو اسلام میں داخل کر کے تب ہم سکون پائیں گے کس طرح تم ہمیں اسلام سے جدا کر سکتے ہو؟ یہ ہیں زندہ قوموں کی نشانیاں، یہ ہیں زندہ قوموں کے جواب یہ ہیں زندہ قوموں کے انتقام! اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم زندگی کی ہر راہ میں پہلے سے بڑھ کر تیز رفتاری کے ساتھ آگے قدم بڑھاتے رہیں۔ آمین۔